شروع کیا تو معلوم ہوا کہ ان کی شاعری کے حوالے سے ان پر تحقیقی اور تنقیدی کام نہ ہونے کے برابر ہے۔

اس ضمن میں ڈاکٹر ہاروں قادر صاحب سے بات ہوئی تو انہوں نے چند پہلو ایسے بتائے جن سے ایک راستہ نکلتا ہوا دکھائی دیا۔ انہوں نے بڑی شفقت کے ساتھ کچھ ضروری مشورے دیے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے اختر حسین جعفری صاحب کے بیٹے جناب منظر حسین اختر سے رابطہ کیا۔ ان سے ان کے والد کے حوالے سے گفتگو ہوئی اور انہوں نے کافی معلومات مہیا کیں لیکن یہ معلومات جعفری صاحب کی سوانح کے حوالے سے تھیں پھر یہ کہ ۱۹۹۲ء میں جب اختر حسین جعفری صاحب کی وفات ہوئی تو رسالہ ''فنون'' کا ایک خاص نمبر جعفری صاحب کے حوالے سے شائع ہوا جس کو تلاش کرنا تھا۔ اس رسالے کی تلاش میں نکلے تو پتہ چلا کہ کسی بھی لائبریری میں ''فنون'' کا یہ نمبر موجود نہیں ہے۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ میری تلاش میں ہی کوئی کمی رہ گئی ہو۔ آخرِ کار ان احباب سے رابطہ کیا جو جعفری صاحب کے قریبی اور دوست تھے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر عالم خان نے میری کافی مدد کی۔ ان کے پاس یہ رسالہ موجود تو تھا لیکن تلاشِ بسیار کے باوجود ملا نہیں لیکن ڈاکٹر عالم خان نے بہت سے شاعروں اور ادیبوں کے فون نمبرز مہیا کیے کہ ہوسکتا ہے کہ ان میں سے کسی کے پاس یہ رسالہ موجود ہو۔ آخر کار اعجاز رضوی صاحب کے ہاں سے یہ رسالہ مل گیا جنہوں نے نہایت شفقت کے ساتھ مجھے یہ رسالہ دے دیا۔ اس رسالے کا ملنا ایسے تھا کہ جیسے میں دونوں جہانوں کی دولت سمیٹ کر لے آیا ہوں۔ اس ساری تحقیق کے دوران جعفری صاحب کے کلام کو مسلسل پڑھتا رہا کیوں کہ جعفری صاحب کی شاعری کی تفہیم بھی کسی تخلیقی عمل سے کم نہیں ہے۔ آخر کار اختر حسین جعفری صاحب کے حوالے سے، علامت نگاری کے حوالے سے، اردو نظم کے مزاحمتی تصور کے حوالے سے اور اختر حسین جعفری کے معاصر ادب کے حوالے سے میں نے کافی تحقیقی مواد اکٹھا کرلیا۔ اس کے بعد عملی طور پر مقالے کا آغاز کیا۔

مذکورہ مقالہ ''اختر حسین جعفری کی شاعری: مزاحمتی تناظر میں'' میں سب سے پہلے اختر حسین جعفری کی سوانح اور شخصیت اور شعری نقطہ نظر پر بات کی گئی ہے۔ یہ اس مقالے کا پہلا باب ہے۔ دوسرے باب میں ''اردو نظم میں مزاحمت کی روایت'' کو موضوع بنایا گیا ہے۔ تیسرا باب اختر حسین جعفری کی کتاب ''آئینہ خانہ'' کے حوالے سے ہے جس کا عنوان ''آئینہ خانہ'': مزاحمتی تناظر میں'' رکھا گیا ہے۔ اس میں نظموں کی تفہیم بھی کی گئی ہے

اور جعفری صاحب کے مزاحمتی رویے کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد چوتھا باب ''جہاں دریا اترتا ہے'': مزاحمتی تناظر میں'' ہے۔ اس میں بھی جعفری صاحب کی نظموں کی تفہیم اور مزاحمتی رویوں کو سامنے لایا گیا ہے۔ پانچواں باب ان نظموں کے حوالے سے ہے جو نظمیں اختر حسین جعفری صاحب نے شخصیات کے حوالے سے لکھی ہیں۔ چھٹے باب میں اختر حسین جعفری کی غزلوں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے جب کہ مقالے کا ساتواں اور آخری باب ''اختر حسین جعفری کی شاعری: مزاحمتی تناظر میں (مجموعی جائزہ)'' کے عنوان سے قائم کیا گیا ہے۔ اس باب میں مقالے میں ہونے والی ساری گفتگو کو سمیٹا گیا ہے۔ یہ اس مقالے کا ایک اجمالی خاکہ ہے۔ میں نے اپنے تئیں اس موضوع کے ساتھ بھرپور انصاف کرنے کی کوشش کی ہے۔

مقالے کی تحریر و تکمیل تک میرے نگران پروفیسر ڈاکٹر ہارون قادر صاحب نے میری بھرپور رہنمائی کی ہے۔ میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جب بھی اور جہاں بھی میں ہمت ہار جاتا تھا، ان کی محبت پھر سے مجھے ایک حوصلہ عطا کرتی تھی۔ میں اختر حسین جعفری کے بیٹے، منظر حسین اختر کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جب کہ اعجاز رضوی جن کے ہاں سے مجھے ''فنون'' کا اختر حسین جعفری نمبر ملا، اس لیے وہ بھی میری دعاؤں میں ہیں۔ ڈاکٹر سعادت سعید، ڈاکٹر خالد سنجرانی، ڈاکٹر محمد سعید اور جی سی یو لاہور کے شعبہ اردو کے تمام اساتذہ کا ممنون ہوں۔ ڈاکٹر محمد سعید میرے لئے بڑے بھائی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے ہر مشکل موقع پر میرا ساتھ دیا۔ ان کے بعد میں پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس مقالے کے ایک ایک لفظ کو بغور پڑھا اور اس کی کمپوزنگ کے مراحل کو احسن طریقے سے سرانجام دیا۔ نوید الحسن میرا دوست ہے اور میرے لئے اس کی دوستی وجہ فخر ہے۔ اس کے علاوہ میں اپنے رشتوں میں سے اپنے والد، اپنی والدہ، بڑے بھائیوں عمران علیم اور عاصم علیم سے بے پناہ محبت کا اقرار کرتا ہوں۔ عملی طور پر مجھ سے اس محبت کا مظاہرہ نہیں ہوتا جتنی محبت میں ان سے کرتا ہوں اور یہ چند الفاظ بھی اپنی محبت کو سمیٹنے کے لیے ناکافی ہیں۔ اسی طرح اپنی بھابھی بشریٰ عمران کا شکر ادا کرنا بھی واجب ہے جو ہر لمحہ میرے لیے دعا گو رہتی ہیں۔

آخر میں اگر میں اپنی رفیقۂ حیات کا ذکر نہ کروں تو یہ نامناسب ہوگا کیونکہ اس مقالے کے دوران میری وجہ ناز یہ خرم نے ایک دوست ایک مہربان بن کر میرا ساتھ دیا۔ عروج عمران اور عزیر عمران کے لئے بے پناہ